سانحات و وفیات

(ادارہ)

پچھلے شمارے کی اشاعت کے بعد سب سے بڑا سانحہ اس ملک میں علامہ احسان الٰہی ظہیر اور ان کے ہم سفروں کا وہ شدید ابتلا ہے جس میں علامہ صاحب اور مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی کے علاوہ ۸ شہدا کے جنازے بیک وقت پڑھے گئے۔ بعد میں ایک اور صاحب شہید ہو گئے اور زخمی تو بہت زیادہ تھے۔ مقام گفتگو اور دلیل کا تھا اور دشمنانِ دین و وطن نے بارود اور آگ کا ماتمی کھیل رچایا۔ ایمان کا توڑ سپر پاورز کے پاس بھی بارود کے سوا کچھ نہیں، مگر نخلِ ایمان پھر نخلِ ایمان ہے ——

"برق گرتی ہے تو کچھ اور ہرا ہوتا ہے۔"

ایک بات ہم وضاحت سے کہہ دینا چاہتے ہیں کہ علمائے دین میں سے کسی کو ہم سے کچھ بھی اختلاف ہو اور خواہ ہمارے لیے سخت ترین نقطۂ نظر اور تلخ ترین اندازِ بیان رکھتا ہو، ہم ان کے احترام کو معاشرے میں قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ان کو اگر اختلافات یا انتقام یا تحزب کے تحت کوئی نشانہ بنائے تو ہم ایسی حرکت کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ طاغوتی طاقتیں اسلامی قوتوں کو برباد کر کے جبراً ہم کو لادینیت میں جکڑ دینا چاہتی ہیں۔ مگر ایسا کبھی نہ ہوگا، فتنہ گر اور سازشی اور قاتل اور تشدد کیش قوتیں خائب و خاسر ہوں گی۔

زندہ جمہوری حکومتیں اپنی تیز بین نگاہوں سے ایسے کرب انگیز جرائم کے مجرموں کو سات براعظموں کے آخری سروں تک دیکھ لیتی ہیں۔ اور اپنے لمبے بازوؤں سے وہ انہیں مشرقین و مغربین سے کھینچ بلاتی ہیں۔ مگر یہاں کی اعجوبگیوں کو سمجھنے کی لیاقت ہم نہیں رکھتے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی اور دوست علامہ احسان الٰہی ظہیر کی روح کو شاداب رکھے، وہی رب رحیم چمکتے چہرے والے مولانا یزدانی پر رحمتیں نازل کرے، وہ ان کے ساتھی تمام شہدا کی مغفرت فرماکر درجاتِ اعلیٰ نصیب کرے، اور وہ اس سانحۂ بارغ بیتا بر پاکستان کے تمام زخمیوں کو صحت و قوت اور سکون و اطمینان عطا کرے۔ وہ شہدا اور زخمیوں کے لواحقین اور ان سے وابستگی رکھنے والے تنظیمی حلقے کے فرد فرد کے حزن و ملال کی تلافی بعض خاص عنایات و برکات کے ذریعے فرمائے۔ علاوہ ازیں وہ ایسے جرمِ شنیع اور ظلمِ قبیح کے مرتکبین سے لے کر اس کے سوچنے والوں تک ہر متنفس کو اسی دنیا میں نشانِ عبرت بنائے۔

ایک چیز میں نہایت خیر خواہی و دردمندی سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جنازۂ شہدا سے پہلے مجمع کے سامنے علماء نے پرزور تاکید کی کہ جلوس پُرامن ہوگا اور کوئی شخص توڑ پھوڑ نہ کرے، مگر جنازے سے فارغ ہو کر جونہی جلوس چلا تو میری آنکھوں کے سامنے بے شمار ڈنڈہ بردار اور بعض نقاب پوش ابردار) نوجوان تیزی سے آگے بڑھے اور کارپوریشن کی بانی کی گاڑی پر حملہ آور ہو گئے۔ اور یہ سلسلہ چل پڑا۔ ہزار غنیمت کہ ہم جان بچا کر ایک طرف ہو گئے۔ دینی جماعتوں کے لیے یہ بڑی بدنام کن صورت ہے۔ جلوسوں میں جب کبھی ایسا ہونے لگے تو جلوس کے خاتمے کا اعلان کر دیا جائے۔ اور توڑ پھوڑ کرنے والوں کو خود پکڑ کر پولیس کے حوالے کیا جائے۔ اگر وہ اپنی تنظیم کے ہوں تو ان کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے۔ ورنہ مذہبی تنظیموں کے لیے یہ باتیں سامانِ بدنامی ہیں۔

اس دَور کے منکرینِ خدا نے انسان اور معاشرے کی حقیقت کے متعلق ایسے ایسے حیوانی اور مشینی نظریے قائم کیے ہیں جنہوں نے آہستہ آہستہ آدم زاد کو بالکل درندہ صفت بنا دیا ہے۔ اور اس کے قلب و ضمیر کو پتھر کر دیا ہے۔ اس کے شواہد پشاور سے اسلام آباد تک اور لاہور سے کراچی تک بار بار سامنے آرہے ہیں۔

انہی نظریات کے سرپرستوں کے مختلف کرتوتوں میں سے ایک وہ بھی ہے جو کشمیری بازار راولپنڈی میں بم کے پھٹنے کی صورت میں سامنے آیا۔ خون، آگ، لاشیں، دکانوں اور مکانوں کے پرخچے اڑنا، انسانوں کے بکھرتے اعضا، اڑتی بوٹیاں، حواس باختہ بچے، پریشان حال باپ اور مائیں۔ اور